18895/د/۲۸ (2)

محترم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

① — مسئلہ یہ ہے کہ کانگو وائرس کے نام سے ایک متعدی مرض مشہور ہے۔ جب مریض اسی بیماری میں وفات ہوجاتا ہے تو معالجین حضرات اور ہسپتال کا عملہ اسکو کسی خاص کیفیت سے پلاسٹک کی تھیلی وغیرہ میں اس طرح بند کردیتے ہیں، کہ اس کو کھولنے اور نکالنے کی اجازت ہرگز نہیں دیتے۔ اگر ان کے پاس ایسے آلات نہ ہوں تب بھی بہت تاکید کے ساتھ ہدایات دیتے ہیں کہ اس لاش کو جلد از جلد بند کرکے محفوظ کریں، غسل ہاتھ نہ لگائیں۔ اس کے علاوہ سرکار کی طرف سے بھی پابندی ہوتی ہے۔ جن لوگوں نے ان ہدایات کی خلاف ورزی کرکے غسل دیا یا تیمم کرایا ہے وہ بھی اسی مرض میں مبتلا ہوکر وفات ہوچکے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے میت کے غسل اور حنوط کے بارے میں شرعی کیا حکم ہے؟

② — اگر قاضی یا حکم کے فیصلہ سنانے کے بعد مدعی اس کیلئے تیار نہ ہو کہ وہ مدعی علیہ کو حلف دیدے، مثلاً یا تو صاف انکار کرے کہ میں حلف نہیں دیتا، یا صاف انکار کیا جائے وہ عدالت میں حاضری نہ دیتا ہو، اور قاضی یا حکم اس کے خلاف فیصلہ کرے تو کیا وہ کسی وقت میں دوبارہ دعوی کرسکتا ہے، یا حلف دینے کا دے سکتا ہے یا نہیں وہ بلکہ اس کا حق ساقط ہوا؟

یستوا ما للاثنین وفقکم اللہ

المستفتی فرحان آصف شیرانی

دارالافتاء ابن مسعود، معرفت شاشتہ گیٹ میڈیکل سٹور

سریبت خان روڈ کوئٹہ بلوچستان

دارالافتاء
فتویٰ نمبر 99/۲۰۲۰

(جواب منسلک ورق پر ملاحظہ ہو)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیا

(۱)۔۔۔واضح رہے کہ میت کو غسل دینا واجب ہے، اور بلا عذر اس کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر تحقیق سے یہ بات ثابت ہوگئی ہو، کہ اس طرح کی میت کو غسل دینے یا تیمم کرانے کی وجہ سے یہ مرض دوسرے افراد میں منتقل ہوجاتا ہے، اور ایسی میت کو غسل دینے والے متعدد افراد اسی مرض میں مبتلا ہوکر وفات پاچکے ہیں (جیسا کہ سوال میں مذکور ہے) تو درج ذیل صورتوں میں سے ترتیب وار جو صورت عملاً ممکن ہو، اس صورت کو اختیار کرکے میت کو غسل دے کر اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے:

الف۔۔جب ہسپتال کے عملہ کے پاس احتیاط سے اس طرح کی میت کو پلاسٹک وغیرہ میں بند کرنے کے آلات موجود ہیں (جیسا کہ سوال میں بھی مذکور ہے) تو ان کو چاہئے کہ اس طرح کی میت کو غسل دے کر میت کے لواحقین کو حوالہ کریں، اور اگر ہسپتال کا عملہ غسل دینے سے انکار کریں تو:

ب۔۔میت کے بدن پر جو کپڑے ہیں، اسی کے ساتھ کسی فوارے کے نیچے رکھ کر، یا دور سے پائپ وغیرہ کے ذریعے اس پر پانی بہاکر غسل دیا جائے۔ اور اگر میت کو پلاسٹک وغیرہ سے کھول کر پائپ وغیرہ سے بھی غسل دینے میں غسل دینے والے کو بیماری لگنے کا خطرہ ہو تو:

ج۔۔جس پلاسٹک میں بند ہے اس کے اوپر غسل کی نیت سے پانی بہادیا جائے۔ کیونکہ میت کو غسل دینا واجب ہے اور یہ مسلمان کے ذمے اس کا حق ہے۔ صرف بیماری اور مرض لگنے کے خطرے کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ (ماخذہ التبویب بتصرف: ۵۴/۴۱۴)

البتہ اگر سرکار کی طرف سے پابندی اتنی ہو، کہ بالکل میت کے کھولنے کی اجازت نہیں دیتی تو بغیر غسل کے اِس میت پر استحساناً نمازِ جنازہ پڑھی جائی گی۔ (التبویب ۴۲/۱۱۷۳ بحوالہ احسن الفتاوی: ۴/۲۱۱)

المحيط البرهاني للإمام برهان الدين ابن مازة – (٢ / ٢٩١)

فدل أن الغسل واجب لإزالة نجاسة ثبتت بالموت كرامة للآدمي بخلاف سائر الحيوانات

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (٢ / ٢٢٤)

(وَإِنْ دُفِنَ) وَأُهِيلَ عَلَيْهِ التُّرَابُ (بِغَيْرِ صَلَاةٍ) أَوْ بِهَا بِلَا غُسْلٍ أَوْ مِمَّنْ لَا وِلَايَةَ لَهُ (صُلِّيَ عَلَى قَبْرِهِ) اسْتِحْسَانًا (مَا لَمْ يَغْلِبْ عَلَى الظَّنِّ تَفَسُّخُهُ) مِنْ غَيْرِ تَقْدِيرٍ هُوَ الْأَصَحُّ. وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ لَوْ شُكَّ فِي تَفَسُّخِهِ صُلِّيَ عَلَيْهِ، لَكِنْ فِي

جاری ہے

Scanned by CamScanner

النَّهْرِ عَنْ مُحَمَّدٍ لَا كَأَنَّهُ تَقْدِيمًا لِلْمَانِعِ (وَلَمْ تَجُزْ) الصَّلَاةُ (عَلَيْهَا رَاكِبًا) وَلَا قَاعِدًا (بِغَيْرِ عُذْرٍ) اسْتِحْسَانًا. (قَوْلُهُ وَأُهِيلَ عَلَيْهِ التُّرَابُ) فَإِنْ لَمْ يُهَلْ أُخْرِجَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ كَمَا قَدَّمْنَاهُ بَحْرٌ (قَوْلُهُ: أَوْ بِهَا بِلَا غُسْلٍ) هَذَا رِوَايَةُ ابْنِ سِمَاعَةَ. وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا يُصَلَّى عَلَى قَبْرِهِ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ لِأَنَّهَا بِلَا غُسْلٍ غَيْرُ مَشْرُوعَةٍ كَذَا فِي غَايَةِ الْبَيَانِ، لَكِنْ فِي السِّرَاجِ وَغَيْرِهِ قِيلَ لَا يُصَلَّى عَلَى قَبْرِهِ. وَقَالَ الْكَرْخِيُّ: يُصَلَّى وَهُوَ الِاسْتِحْسَانُ لِأَنَّ الْأُولَى لَمْ يُعْتَدَّ بِهَا لِتَرْكِ الشَّرْطِ مَعَ الْإِمْكَانِ وَالْآنَ زَالَ الْإِمْكَانُ فَسَقَطَتْ فَرْضِيَّةُ الْغُسْلِ، وَهَذَا يَقْتَضِي تَرْجِيحَ الْإِطْلَاقِ، وَهُوَ الْأَوْلَى نَهْرٌ. [تَنْبِيهٌ]يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ فِي حُكْمِ مَنْ دُفِنَ بِلَا صَلَاةٍ مَنْ تَرَدَّى فِي نَحْوِ بِئْرٍ أَوْ وَقَعَ عَلَيْهِ بُنْيَانٌ وَلَمْ يُمْكِنْ إخْرَاجُهُ بِخِلَافِ مَا لَوْ غَرِقَ فِي بَحْرٍ لِعَدَمِ تَحَقُّقِ وُجُودِهِ أَمَامَ الْمُصَلِّي تَأَمَّلْ (قَوْلُهُ أَوْ مِمَّنْ لَا وِلَايَةَ لَهُ) مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوفٍ حَالًا مِنْ ضَمِيرِ بِهَا الْعَائِدِ إلَى الصَّلَاةِ، وَهَذَا مُكَرَّرٌ بِمَا نَقَلَهُ عَنْ الْمُجْتَبَى (قَوْلُهُ صُلِّيَ عَلَى قَبْرِهِ) أَيْ افْتِرَاضًا فِي الْأُولَيَيْنِ وَجَوَازًا فِي الثَّالِثَةِ لِأَنَّهَا لِحَقِّ الْوَلِيِّ أَفَادَهُ ح.

الفتاوى الهندية – (١ / ١٥٨)

وَلَوْ كَانَ الْمَيِّتُ مُتَفَسِّخًا يَتَعَذَّرُ مَسْحُهُ كَفَى صَبُّ الْمَاءِ عَلَيْهِ، كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ نَاقِلًا عَنْ الْعَتَّابِيَّةِ وَحُكْمُ الْمَرْأَةِ فِي الْغُسْلِ كَحُكْمِ الرَّجُلِ وَلَا يُرْسَلُ

الفتاوى الهندية – (١ / ١٦٢)

وَالصَّلَاةُ عَلَى الْجِنَازَةِ تَتَأَدَّى بِأَدَاءِ الْإِمَامِ وَحْدَهُ؛ لِأَنَّ الْجَمَاعَةَ لَيْسَتْ بِشَرْطٍ الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ، كَذَا فِي النِّهَايَةِ. وَشَرْطُهَا إسْلَامُ الْمَيِّتِ وَطَهَارَتُهُ مَا دَامَ الْغُسْلُ مُمْكِنًا وَإِنْ لَمْ يُمْكِنْ بِأَنْ دُفِنَ قَبْلَ الْغُسْلِ وَلَمْ يُمْكِنْ إخْرَاجُهُ إلَّا بِالنَّبْشِ تَجُوزُ الصَّلَاةُ عَلَى قَبْرِهِ لِلضَّرُورَةِ وَلَوْ صَلَّى عَلَيْهِ قَبْلَ الْغُسْلِ ثُمَّ دُفِنَ تُعَادُ الصَّلَاةُ لِفَسَادِ الْأُولَى، هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ وَطَهَارَةُ مَكَانِ الْمَيِّتِ لَيْسَتْ بِشَرْطٍ، هَكَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ.

الفتاوى الهندية – (١ / ١٦٢)

الصَّلَاةُ عَلَى الْجِنَازَةِ فَرْضُ كِفَايَةٍ إذَا قَامَ بِهِ الْبَعْضُ وَاحِدًا كَانَ أَوْ جَمَاعَةً ذُكْرَانًا كَانَ أَوْ أُنْثَى سَقَطَ عَنْ الْبَاقِينَ وَإِذَا تَرَكَ الْكُلُّ أَثِمُوا، هَكَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ

(۲)۔۔۔واضح رہے کہ قاضی کا قسم کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کیلئے مدعی کا مطالبہ ضروری ہے، کیونکہ قسم مدعی کا حق ہے، اگر وہ طلب کرے تو قاضی یا حکم مدعی علیہ سے قسم لے۔ اگر مدعی طلب نہ کرے، اور قاضی کے پوچھنے پر بھی قسم لینے سے انکار کرے، یا قاضی اور عدالت کے بُلانے کے باوجود بغیر کسی عذرِ مانع کے مجلسِ قاضی میں

Scanned by CamScanner

حاضر نہیں ہوتا، تو اس کے انکار یا حاضر نہ ہونے کی صورت میں قاضی قسم کی بنیاد پر فیصلہ کر سکتا ہے فیصلہ کے بعد مدعی کا حق یمین ساقط ہو گا، البتہ دونوں صورتوں (مدعی کے قسم طلب کرنے اور نہ کرنے) میں قسم کی بنیاد پر فیصلہ ہو جانے کے بعد اگر مدعی نے اپنے دعوی پر گواہ پیش کیے، تو راجح قول کے مطابق ان کی گواہی سنی جائی گی، اور اس کے مطابق دوبارہ فیصلہ ہو گا۔ اور حکم کو اگر معزول نہ کیا ہو تو وہ بھی فیصلہ کر سکتا ہے۔

البتہ یہ بات واضح رہے کہ حکم کا فیصلہ بالکلیہ قاضی کے فیصلے کی طرح نہیں ہوتا، حکم کا فیصلہ صلح کے درجہ میں ہوتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مدعی یا مدعی علیہ حکم کے فیصلے کو قاضی کے پاس یا عدالت میں لے جا سکتا ہے، اگر حکم کا فیصلہ اصول کے موافق تھا، تو قاضی کا اسے توڑنے میں فائدہ نہیں، بلکہ اس کی تصدیق کرے گا، جس کا فائدہ یہ ہو گا کہ دوبارہ یہی دعوی اور کیس کسی دوسری جگہ دائر کرنے کیلئے راستہ بند ہو جائیگا۔ اور اگر حکم کا فیصلہ اصول کے مخالف تھا، تو اس کی درستگی قاضی یا عدالت کی طرف سے ہو کر حتمی فیصلہ ہو جائیگا جس کے بعد مدعی کو دوبارہ دعوی دائر کرنے کا شرعاً کوئی حق نہیں رہے گا۔

البحر الرائق، دارالكتاب الاسلامي – (٧ / ٢٠٣)

(قوله: وإلا حلف بطلبه) أي، وإن لم يكن للمدعي بينة حلف القاضي المدعى عليه بطلب المدعي لقوله – عليه السلام – للمدعي «ألك بينة فقال لا فقال لك يمينه» سأل ورتب اليمين على فقدان البينة فلا بد من السؤال ليمكنه الاستحلاف، ولا بد من طلبه اليمين؛ لأن اليمين حقه، قيد بتحليف القاضي؛ لأن المدعى عليه لو حلف بطلب المدعي يمينه بين يدي القاضي من غير استحلاف القاضي فهذا ليس بتحليف؛ لأن التحليف حق القاضي كذا في الخلاصة، ولو اصطلحا على أن يحلف عند غير القاضي ويكون بريا فهو باطل فلو برهن عليه يقبل، وإلا يحلف ثانيا عند القاضي كذا في البزازية.

وأشار إلى أن إبراء المدعي عن التحليف غير صحيح لكونه حق القاضي كما في البزازية أيضا، وفي منية المفتي حلفه في مجلس قاض ليس له أن يحلفه ثانيا، ولو حلفه عند قوم له أن يحلفه ثانيا عند القاضي، ولو قال المدعى عليه حين أراد القاضي تحليفه إنه حلفني على هذا المال عند قاض آخر أو أبرأني عنه إن برهن قبل واندفع عنه الدعوى، وإلا قال الإمام البزدوي: انقلب المدعي مدعى عليه فإن نكل اندفع الدعوى، وإن حلف لزم المال؛ لأن دعوى الإبراء عن المال إقرار بوجوب المال عليه بخلاف دعوى الإبراء عن دعوى المال كذا في البزازية.

Scanned by CamScanner

ثم اعلم أنه لا تحليف إلا بعد طلب المدعي عندهما في جميع الدعاوى وعند أبي يوسف يستحلف بلا طلب في أربع مواضع في: الرد بالعيب يحلف المشتري بالله ما رضيت بالعيب والشفيع بالله ما أبطلت شفعتك والمرأة إذا طلبت فرض النفقة على زوجها الغائب تحلف بالله ما خلف لك زوجك الغائب شيئا، ولا أعطاك النفقة. والرابع يحلف المستحق بالله ما بعت، وهذا بناء على جواز تلقين الشاهد،

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام – (٤ / ٤٩٠)

بطلبه – بما أن اليمين حق المدعي فيجب في التحليف طلب المدعي فعلى ذلك إذا حلف المدعى عليه يحكم بمنع المعارضة وإذا نكل يحكم بالمدعى به -

فإذا حلف المدعى عليه اليمين فلا يبطل حق المدعي فلذلك إذا ظفر المدعي بعد اليمين ببينة فله إقامتها وإثبات دعواه وفي تلك الحال يحكم بالمدعى به للمدعي؛ لأن عمر قد قبل بعد يمين المنكر بينة المدعي كما أن القاضي شريحا قد قال: اليمين الفاجرة أحق بالرد من البينة العادلة (فتح القدير) .

أما إذا لم يكن لدى المدعي شهود فليس له تكرار المعارضة (صرة الفتاوى) .

تكملة حاشية رد المحتار – (٢ / ٣٨)

قوله: (بعد طلبه) قيد به لان الحلف حقه، ولهذا أضيف إليه بحرف اللام في الحديث وهي للتمليك، وإنما صار حقا له لان المنكر قصد إتواء حقه على زعمه بالانكار فمكنه الشارع من إتواء نفسه باليمين الكاذبة،

تكملة حاشية رد المحتار – (٢ / ٣٨)

قوله: (بلا طلب المدعي) وإعلامه المدعى عليه أنه يريد القضاء عليه أدب غير لازم وتقدم في القضاء أنه متى قامت البينة العادلة وجب على القاضي الحكم بلا تأخير.

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام – (٤ / ٤٩٠)

وهو أنه إذا أظهر المدعى عليه العجز عن إثبات دعواه يحلف المدعى عليه بطلبه إظهار العجز (أولا) قول المدعي: ليس لدي شاهد (ثانيا) قوله: لدي شهود إلا أنهم ممتنعون عن الشهادة (ثالثا) قوله: إن شهودي هم في محل سفر بعيد.وتعبير – إذا أظهر العجز – يدل على أن

Scanned by CamScanner

المدعي لو قال: إن شـــهودي حاضـــرون فاطلب تحليف المدعى عليه اليمين أولا ثم أقيم شهودي، فلا يلتفت إليه؛ لأن اليمين خلف عن البينة فلا يذهب إلى الخلف ما لم يحصـــل العجز عن الأصـــل الذي هو البينة

(الولوالجية في آداب القاضي وصرة الفتاوى) .

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (٥ / ٢٩)

(وَإِنْ ادَّعَى غَيْبَةَ شُهُودِهِ دَفَعَ) الثَّمَنَ (إنْ حَلَفَ بَائِعُهُ) وَلَوْ قَالَ أَحْضِرُهُمْ إلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَجَّلَهُ، وَلَوْ قَالَ لَا بَيِّنَةَ لِي فَحَلَّفَهُ ثُمَّ أَتَى بِهَا تُقْبَلُ خِلَافًا لَهُمَا فَتْحٌ (قَوْلُهُ وَإِنْ ادَّعَى غَيْبَةَ شُهُودِهِ) أَيْ عَدَمَ حُضُورِهِمْ فِي الْمِصْرِ، أَمَّا لَوْ قَالَ لِي بَيِّنَةٌ حَاضِرَةٌ أَمْهَلَهُ الْقَاضِي إلَى الْمَجْلِسِ الثَّانِي إذْ لَا ضَرَرَ فِيهِ عَلَى الْبَائِعِ بَحْرٌ (قَوْلُهُ تُقْبَلُ خِلَافًا لَهُمَا فَتْحٌ) عِبَارَةُ الْفَتْحِ: تُقْبَلُ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ لَا تُقْبَلُ، وَلَا يُحْفَظُ فِي هَذَا رِوَايَةٌ عَنْ أَبِي يُوسُفَ. اهـ. وَذَكَرَ قَبْلَهُ أَنَّهُ لَوْ قَالَ: لِي بَيِّنَةٌ حَاضِرَةٌ ثُمَّ أَتَى بِهَا تُقْبَلُ بِلَا خِلَافٍ

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام – (٤ / ٦٧٧)

والمقصـد من هذه الإيضـاحات أنه إذا كان من الجائز الحكم غيابا على الغائب بعد تبليغ دعوة واحدة الرجاء أن تعدل المادة على هذا الشـــكل ويســـهل الأمر على الناس. فإذا لم يحضـــر المدعى عليه بعد ذلك إلى المحاكمة ولم يرسـل وكيلا إليها فينصـب القاضـي له وكيلا يحافظ على حقوقه وسـمع الدعوى والبينة في مواجهته ودققها فإذا تحقق أنها مقارنة للصـــحة حكم بعد الثبوت على الغائب في مواجهة الوكيل المذكور لأن القاضي مأمور بإيصال الحقوق إلى مستحقيها ولا يمكن القاضي إيصال الحق بغير هذا الوجه (الولوالجية) إذا لم يحكم القاضـــي غيابا على هذه الصورة فيؤدي ذلك إلى تضييع الحقوق (الفتح) .

بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية – (٦ / ٢٢٩)

وأما حكم أدائه فهو انقطاع الخصومة للحال لا مطلقا بل موقتا إلى غاية إحضار البينة عند عامة العلماء.وقال بعضهم حكمه انقطاع الخصومة على الإطلاق وحتى لو أقام المدعي البينة بعد يمين المدعى عليه قبلت بينته عند العامة وعند بعضـــهم لا تقبل لأنه لو أقام البينة لا تبقى له ولاية الاستحلاف فكذا إذا استحلف لا يبقى له ولاية إقامة البينة والجامع أن حقه في أحدهما فلا يملك الجمع بينهما والصـــحيح قول العامة لأن

Scanned by CamScanner

البينة هي الأصـــل في الحجة لأنها كلام الأجنبي فاما اليمين فكالخلف عن البينة لأنها كلام الخصم صير إليها للضرورة فإذا جاء الأصل انتهى حكم الخلف فكأنه لم يوجد أصلا

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام – (٤ / ٦٧٥)

إن الأصل والقاعدة هو عدم جواز الحكم على الغائب فإذا لم يكن ممكنا إحضـــار الخصـــم أي إجباره على الحضـــور إلى المحاكمة فإن ذلك يســـتوجب ضـــياع حق المدعي فلزمت المحاكمة والحكم غيابيا دفعا للحرج والضـرورات وصـيانة للحقوق عن الضـياع وقد أفتى خواهر زاده بجواز الحكم الغيابي على الخصم المتواري فقط رد المحتار ".

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام – (٤ / ٦٨٢)

شـــروط الحكم الغيابي: (١) أن يمتنع المدعى عليه عن الحضـــور إلى المحكمـة وعن إرســـال وكيـل عنـه لهـا وأن يكون غير ممكن جلبـه وإحضـاره.(٢) أن يرسـل إليه من طرف القاضـي ورقة إحضـار على ثلاث مرات في أيام مختلفة.(٣) أن ينصـــب القاضـــي وكيلا عن الخصـــم المتواري وأن يســـتمع المدعي في مواجهة ذلك الوكيل حكم الحكم الغيابي، أن ينفذ دعوى الحكم المذكور إن لم يعترض المدعى عليه أو إذا اعترض وكان اعتراضـــه غير صـــالح للقبول، أن يبلغ الإعلام الغيابي للمدعى عليه

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (٥ / ٤٢٩)

وَرَضِيَا بِحُكْمِهِ (صَحَّ لَوْ فِي غَيْرِ حَدٍّ وَقَوَدٍ وَدِيَةٍ عَلَى عَاقِلَةٍ) الْأَصْلُ أَنَّ حُكْمَ الْمُحَكَّمِ بِمَنْزِلَةِ الصُّلْحِ وَهَذِهِ لَا تَجُوزُ بِالصُّلْحِ فَلَا تَجُوزُ بِالتَّحْكِيمِ (وَيَنْفَرِدُ أَحَدُهُمَا بِنَقْضِـــهِ) أَيْ التَّحْكِيمِ بَعْدَ وُقُوعِهِ (كَمَا) يَنْفَرِدُ أَحَدُ الْعَاقِدَيْنِ (فِي مُضَـــارَبَةٍ وَشَـــرِكَةٍ وَوَكَالَةٍ) بِلَا الْتِمَاسِ طَالِبٍ (فَإِنْ حَكَمَ لَزِمَهُمَا) وَلَا يَبْطُلُ حُكْمُهُ بِعَزْلِهِمَا لِصُدُورِهِ عَنْ وِلَايَةٍ شَرْعِيَّةٍ وَ (لَا) يَتَعَدَّى حُكْمُهُ إلَى (غَيْرِهِمَا) إلَّا فِي مَسْـأَلَةٍ مَا لَوْ حَكَّمَ أَحَدُ الشَّرِيكَيْنِ وَغَرِيمٌ لَهُ رَجُلًا فَحَكَمَ بَيْنَهُمَا وَأَلْزَمَ الشَّرِيكَ تَعَدَّى لِلشَّرِيكِ الْغَائِبِ لِأَنَّ حُكْمَهُ كَالصُّلْحِ بَحْرٌ

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام – (٤ / ٧٠٢)

(إذا عرض حكم المحكم على القاضـي المنصـوب من قبل السـلطان فإذا كان موافقا للأصـول صـدقه وإلا نقضـه) إذا عرض حكم المحكم على القاضـي المنصـوب من قبل السـلطان أو على محكم ثان ليدقق

Scanned by CamScanner

الحكم مرة ثانية فإذا كان موافقا للأصول صدقه لأنه لا فائدة من نقض الحكم الموافق للأصول والحكم ثانية بذلك. وفائدة تصديق حكم المحكم من قبل القاضي هو: أنه لو عرض هذا الحكم على قاض آخر يخالف رأيه واجتهاده رأي المحكم فليس له نقضه لأن إمضاء وقبول القاضي لحكم المحكم هو بمنزلة الحكم ابتداء من القاضي؛ أما إذا لم يصدق القاضي على حكم المحكم فيكون من الممكن للقاضي الآخر أن ينقض حكم المحكم الزيلعي فإذا حكم المحكم حكما غير موافق للأصول ينقضه القاضي والمحكم الثاني. وعدم موافقة حكم المحكم للأصول يكون على وجهين: الوجه الأول: أن يكون حكم المحكم خطأ لا يوافق أي مذهب من المذاهب؛ وبتعبير آخر أن يكون حكم المحكم غير موافق لمذهب المجتهد الذي يقلده القاضي ولا يوافق رأي أي مجتهد من المجتهدين والعلماء. وبما أن الحكم الذي يكون على هذه الصورة ظلم واجب رفعه فيرفع هذا الحكم وينقض ويحكم القاضي في القضية على وجه الحق.

الوجه الثاني: أن يكون حكم المحكم موافقا لمذهب أحد المجتهدين إلا أنه يكون غير موافق لمذهب المجتهد الذي يقلده القاضي الذي عرض عليه حكم المحكم. وفي هذه الصورة ينقض القاضي ذلك الحكم لأن ولاية المحكم مقصورة على الطرفين المتخاصمين وحكم الحكم في ذلك لا يرفع خلاف المسائل الخلافية أي أن حكم المحكم معتبر في حق الطرفين فقط والمحكم في حق سائر الناس هو كآحاد الناس وبما أن المحكم لم يحكم من طرف القاضي فلا يكون القاضي ملزما بتنفيذه بعكس القاضي فحيث إن له ولاية عامة فحكمه يرفع الاختلاف وينفذ في حق كافة الناس كما ذكر في شرح المادة " ١٨٣٣ ". إن المحكم ليس كالقاضي في بعض المسائل ونذكر هنا بعضها على الوجه الآتي (رد

والله تعالى اعلم بالصواب۔

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر الله له

مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

۳۰/ ربیع الثانی/ ۱۴۴۰ھ

۰۶/ جنوری/ 2019ء

عبد الوہاب

عبد الوہاب چارسدوی عافاہ اللہ وعفا عنہ

دار الافتاء جامعہ لعلوم کراچی

۲۹/ ربیع الثانی/ ۱۴۴۰ھ

06/ جنوری/ 2019ء

دار الافتاء
فتوی نمبر ۹۹/۲۰۴۰
۱۴۴۰/۵/۳
2019/1/10

الجواب صحیح
محمد لعقیب عفا عنہ
۳۰/۴/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح
۳۰/۴/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح
بندہ محمود الحسن عفی عنہ
۳۰/۴/۱۴۴۰ھ

مفتی

Scanned by CamScanner